عید میلاد

PART 9

بہار تحریر

میلاد EDITION

موضوعات

(1) تاریخ ولادت بارہ؟ (2) جنگ کی تیاری (3) سبھی تو باجے بجا رہے ہیں

(4) کیا حضور ﷺ کی وفات بارہ ربیع الاول کو ہوئی؟

(5) لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلمان ہونا (6) درس بخاری بدعت

(7) آپ بھی ہیں عبد مصطفی

BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

بہار تحریر
(حصہ 9)

علمی، تحقیقی اور اصلاحی
تحریروں پر مشتمل ایک گلدستہ

عبد مصطفی آفیشل

عبد مصطفی آفیشل کے بارے میں

عبد مصطفی آفیشل ایک اسلامی تنظیم ہے جو اہل سنت و جماعت کے منہج پر کام کر رہی ہے۔ اس تنظیم کا مقصد قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنا ہے اور خدمت خلق بھی اسی مقصد کے تحت ہے۔

سَنَہ 2014 عیسوی میں ہندستان کے شہر ہزاری باغ سے چند لوگوں نے مل کر اس سفر کا آغاز کیا پھر آگے چل کر کئی لوگ اس میں شامل ہوتے گئے اور بہت ہی قلیل مدت میں عبد مصطفی آفیشل ایک تنظیم بن کر سامنے آئی۔

آغاز اس طرح ہوا کہ لوگوں میں علم کی کمی اور اعمال سے دوری کو دیکھتے ہوئے ہفتہ وار اجتماعات کا اہتمام کیا گیا جس میں ہر ہفتے الگ الگ گھروں میں محفلیں سجائی جاتیں پھر علمی اور اصلاحی بیانات دیے جاتے اور اس کے لیے علماے اہل سنت کو مدعو کیا جاتا تھا۔
کئی مہینوں بلکہ ایک سال سے زائد یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ یادگار ایام کی مناسبت سے جلسے کروانا، میلاد النبی کے جلوس کا اہتمام کرنا اور خلق کی خدمت بھی جاری رہی۔

اس کے بعد ہم نے الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے تیزی سے پھیل رہی برائیوں کو دیکھا تو محسوس ہوا کہ اس میدان میں بھی اترنے کی سخت ضرورت ہے اور پھر اپنے مقصد کے حصول کے لیے ہم نے اس طرف رخ کیا۔
مختلف سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس اور ایپلی کیشنز پر پر جب کام شروع کیا گیا تو بہت ہی کم وقت میں بڑھتی مقبولیت کو دیکھ کر اس کا یقین ہو گیا کہ اس میدان میں کام کرنا کتنا ضروری ہے۔
اس کے لیے ہم نے فیس بک، واٹس ایپ، بلاگر اور بعد میں ٹیلی گرام، انسٹاگرام، یوٹیوب اور ویب سائٹ کو ذریعہ بنا کر لوگوں تک پہنچنے کی کوشش کی۔
تنظیم سے منسلک ہر شخص کی پر خلوص کاوشوں نے بہت جلد اپنا رنگ دکھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ نام "عبد مصطفی آفیشل" ہزاروں لوگوں نے جان لیا۔

اس تنظیم کی جانب سے:

علمی، تحقیقی اور اصلاحی تحریروں کو عام کیا جاتا ہے تا کہ لوگوں کے عقائد و نظریات اور اعمال کی اصلاح ہو سکے،
تحقیقی موضوعات پر رسالے ترتیب دیے جاتے ہیں،
کتب و رسائل کو ٹیلی گرام کے ذریعے عام کیا جاتا ہے،
تحریرات اور رسائل کو چند مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے عام کیا جاتا ہے تا کہ زیادہ لوگوں تک پیغام پہنچایا جا سکے،

واٹس ایپ پر سیکڑوں گروپوں میں لوگوں کو جوڑ کر مختلف موضوعات پر تحریریں وغیرہ بھیجی جاتی ہیں،
یوٹیوب پر وڈیوز ریکارڈ کر کے اپلوڈ کی جاتی ہیں،
انسٹاگرام پر تصویریں اپلوڈ کی جاتی ہیں جو آیات، احادیث اور اقوال پر مشتمل ہوتی ہیں،
ویب سائٹ پر علمی مواد کو جمع کیا جاتا ہے تاکہ آسانی سے لوگ فائدہ اٹھا سکیں،
ان کے علاوہ سنیوں کے آپس میں نکاح کے لیے ایک سروس بنام "ای نکاح سروس" شروع کی گئی ہے جہاں پورے ہندستان سے نکاح کے لیے سنی لڑکے اور لڑکیوں کی پروفائلز بنائی جاتی ہیں تاکہ لوگ آسانی سے رشتہ تلاش کر سکیں۔ اب تک اہل سنت کے لیے کوئی خاص ایسی سروس موجود نہیں تھی۔ اللہ کی توفیق سے ہمیں اس پر بھی کام کرنے کا موقع ملا۔

یہ سفر جاری ہے اور ہر دن یہ کوشش کی جاتی ہے کہ اسے پہلے سے بہتر بنایا جائے اور بڑے سے بڑے پیمانے پر کام کیا جائے۔
ان شاء اللہ یہ کوششیں اس تنظیم کے ساتھ مل کر کام کرنے والوں کے لیے مغفرت کا ذریعہ ہوں گی اور اس دن جب لوگوں کے اعمال ظاہر ہوں گے اور حساب و کتاب ہو گا تو یہ آج کا کام اس دن کے لیے آرام ہو گا، ان شاء اللہ۔

عبد مصطفی آفیشل

Contents (Click to jump)

ہمارے پیارے نبی ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی 3

جنگ کی تیاری 9

تین دعائیں 10

میری لڑکی کی شادی ہے 11

عالِم اور عشق 12

بھولی بھالی بیوی 14

چلو سب وضو کریں 15

چور کی داڑھی میں تنکا 16

مال کم اولاد زیادہ 17

تمناؤں کی جنگ 18

سبھی تو باجے بجا رہے ہیں 19

ایک ہمارے بچے ہیں 20

کیا حضور ﷺ کی وفات بارہ ربیع الاول کو ہوئی؟ 21

اے مسلمانو! تم کیسے سکون سے ہو؟ 23

لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلمان ہونا 25

وہ پھر بھی لڑے 26

تمھارے پاس تمھارا نبی ہے 27

درس بخاری بدعت 29

کیا آپ جانتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم میں سے کوئی بہرانہ تھا 30
آپ بھی ہیں عبد مصطفی 31
ایک روایت انیک نصیحت 32
علم کی چابی 35
دین میں داڑھی ہے، داڑھی میں دین نہیں 36
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام 37
منگول، رافضی اور خلافت عباسیہ 38

ہمارے پیارے نبی ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی

ہمارے پیارے نبی ﷺ کی ولادت ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی اور اس پر ہمارے پاس کثرت سے دلائل موجود ہیں- تاریخ ولادت میں اختلاف بھی ہے لیکن جمہور کے نزدیک بارہ ربیع الاول ہی درست ہے- ذیل میں کچھ کتابوں کے حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں جن میں تاریخ ولادت "بارہ ربیع الاول" کو ہی قرار دیا گیا ہے-

(1) سیرت ابن اسحاق بہ حوالہ الوفا، ص87

(2) سیرت ابن ہشام، ج1، ص107

(3) تاریخ الامم والملوک المعروف بہ تاریخ طبری، ج2، ص125

(4) اعلام النبوۃ، ص192

(5) المستدرک للحاکم، ج2، ص603

(6) عیون الاثر، ج1، ص33

(7) تاریخ ابن خلدون، ج2، ص394

(8) سیرت ابن خلدون، ص81

(9) المورد الروی للقاری، ص96

(10) محمد رسول اللہ، ج1، ص102

(11) حجۃ اللہ علی العالمین، ج1، ص231

(12) ماثبت بالسنۃ، ص31

(13) نور الابصار، ص13

(14) النعمۃ الکبری، ص20

(15) تاریخ اسلامی، ص35

(16) معارج النبوۃ، ج1، ص37

(17) مدارج النبوۃ، ج2، ص18

(18) سیرت حلبیہ، ج1، ص93

(19) المواہب اللدنیۃ، ج1، ص132

(20) بلوغ الامانی، ج2، ص189

(21) تاریخ الخمیس، ص196

(22) البدایہ والنھایہ، ج2، ص260

(23) بیان المیلاد النبوی، ص50

(24) فتح الباری، ج8، ص130

(25) فقیھہ السنۃ، ص60

(26) کتاب اللطائف، ص230

(27) سرور القلوب، ص11

(28) فتاوی رضویہ، ج26، ص411

(29) اسلامی زندگی، ص106

(30) فتاوی نعیمیہ، ص46

(31) تبرکات صدر الافاضل، ص199

(32) رسائل کاظمی، ص2

(33) سیرت رسول عربی، ص43

(34) ذکر الحسین، ص116

(35) فتاوی مہریہ، ص110

(36) جنتی زیور، ص473

(37) دین مصطفی، ص84

(38) محمد نور، ص56

(39) کتاب فارسی، ص80

(40) انوار شریعت، ص9

(41) الخطیب، ص121

(42) تواریخ حبیب الہ، ص13

(43) جمال رسول، ص11

(44) رسالہ میلاد نمبر، ص24

(45) پیش لفظ تصفیہ مابین سنی وشیعہ

(46) فیصلہ ہفت مسئلہ، ص4

دیوبندیوں، وہابیوں اور شیعوں کی کتب سے ثبوت:

(47) میلاد النبی از اشرف علی تھانوی، ص90

(48) سیرت خاتم الانبیا، ص19، 20

(49) ہادی عالم، ص43

(50) ہفت روزہ، مارچ 1977، ص7، 18

(51) قصص النبیین، ج5، ص27

(52) نفحۃ العرب، ص141

(53) خاتون پاکستان رسول نمبر، ص36

(54) رحمت عالم، ص13

(55) ماہنامہ محفل لاہور، مارچ 1981، ص65

(56) خاتون پاکستان رسول نمبر، ص839

(57) الشمامۃ العنبریہ، ص8

(58) رسول اکرم ﷺ، ص21، 22

(59) اکرام محمدی، ص270

(60) سیرۃ الرسول، محمد بن عبد الوہاب

(61) سید الکونین، ص60

(62) حیاۃ القلوب، ج2، ص112

کتب عامہ اور تاریخ ولادت:

(63) سید الوری، ج1، ص88

(64) سیرت احمد مجتبی، ج1، ص5، 147، 149

(65) تاریخ مکۃ المکرمہ، ج1، ص211

(66) الامین ﷺ، ص191

(67) محمد سید لولاک، ص118

(68) ہمارے پیغمبر، ص219

(69) ہمارے رسول پاک، ص 43

(70) کتاب شان محمد، ص 234

(71) محمد رسول اللہ، ص 30

(72) شواہد النبوۃ، ص 52

(73) معلومات عامہ، ص 61

(74) نور کامل، ص 36

(75) اسلامی تہذیب و تمدن، ص 347

(76) ماہنامہ ترجمان اویس، ص 71

(77) ماہنامہ نور الحبیب، اکتوبر 1989، ص 41

(78) سیرت کوئز، ص 18

(79) موضع القرآن، ص 33

(80) کیلنڈر از علامہ اکرم رضوی

(81) جان جاناں، ص 117

(82) علموا اولادکم محبت رسول اللہ، ص 99

(83) خاتم النبیین، ص 118

(84) حیات محمد ﷺ، ص 26

(85) ماہنامہ جام عرفان، اکتوبر 1984

(86) ہفت روزہ الفقیہ، میلاد نمبر 1932، ص 140

(87) نورانی شمع ترجمہ قرآن مجید، ص 13

(88) تاریخ اسلام از محمود الحسن، ص 31

(89) تاریخ ملت، ص 34

(90) رسالت مآب، ص 9

(91) خاتم المرسلین، ص 78

(92) تفسیر ضیاء القرآن، ج 5، ص 665

(93) حاشیہ الروض الانف، ج 1، ص 107

(94) ضیاے حرم، عید میلاد النبی نمبر، ص184

(95) سیرت سرور عالم، ص93

(96) خطبات الاحمدیہ، ص12

(97) اسلام کی پہلی عید، ص33

(98) فضیلت کی راتیں، ص27

(99) اشرف السیر، ص146

(100) سیرت رسول اکرم، ص7

(101) ماہنامہ التزکیہ، جولائی2002، ص11

(102) جواز الاختفال، ص12

(103) برکات میلاد شریف، ص3

(104) ہمارے حضور، 17

(105) زریں فرمودات، ص401

(106) بھاگوات پران، باب2، شلوک18 بہ حوالہ جان جاناں

(107) الدر المنتظم، ص89

(108) انوار شریعت، ص9

(109) قومی دائجسٹ، خصوصی نمبر1989، ص50

(110) الخطیب، ص121

(111) فقہ السیرۃ، ص60

(112) نشر الطیب از تھانوی، ص22

(113) حیات رسول، ص92

(114) محبوب کے حسن و جمال کا منظر، ص11

(115) عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، ص1

کتب نصاب، انگریزی کتب اور بارہویں تاریخ:

(116) خالد دینیات برائے جماعت سوم

(117) دینیات برائے جماعت پنجم، ص55

(118) الکتاب العربی برائے جماعت ہفتم، ص16

(119) اردو کی ساتویں کتاب، ص17

(120) اردو کی آٹھویں کتاب، ص3

(121) اردو کی آٹھویں کتاب، ص18

(122) اسلامیات نہم و دہم، ص88

(123) مطالعہ پاکستان نہم و دہم، ص119

(124) اسلامیات لازمی بی اے

(125) معیار اسلامیات لازمی بی اے

(126) اردو، دائرہ معارف اسلامیہ، 12، 19

(127) مقالہ سیرت محمد رسول اللہ ﷺ، ص12

(128) انگلش کی آٹھویں، ص1، پنجاب تیکسٹ بک بورڈ

(129) انگلش کی دسویں، ص5

(130) سیرت رسول اللہ، آکسفورڈ یونیورسٹی لندن، ص69

(131) دی لائف آف محمد، ص23

(132) محمد دی فائنل میسنجر، ص50

(133) پروس پیکٹس، 2010، ص162

(ملخصاً: بارہ ربیع الاول ایک جامع تحقیق)

جنگ کی تیاری

ہم جتنا مرضی نظر انداز کر لیں لیکن اب مسلمانوں کو ضرورت ہے کہ خود کو جنگ کے لیے تیار کریں۔

ہمارے دشمنوں کی کمی نہیں ہے جو چاہتے ہیں کہ ہمارا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ جب سے مسلمانوں نے تلواروں سے بے وفائی کی ہے تب سے دشمنوں کی ہمت اور بڑھ گئی ہے۔

ابھی ہم ایسی حالت میں ہے کہ اگر پتھر سے ٹھوکر کھا کر گرے تو دشمن ہمارے سر پر پہاڑ گرا دیں گے۔

ظالم، جو چین کی نیند سو رہے ہیں ان کے لیے ہمیں ڈراؤنا خواب بننے کی ضرورت ہے۔ مظلوموں کو امید دلانے کی ضرورت ہے۔ دشمنوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ اب بس.....،

خود کو مضبوط کیجیے، گھر میں اچھا لوہا اور سیمنٹ استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بازوؤں میں بھی قوت پیدا کیجیے،

اپنے بچوں کو کمپیوٹر سکھانے کے ساتھ ساتھ لڑنے کے پیترے بھی سکھایئے،

فضول چیزوں کو خریدنے کے بجائے ہتھیار اکٹھا کیجیے۔

اگر اب بھی ہوش میں نہ آئے تو یہ غفلت جسے ہم نے گلے لگا رکھا ہے، ایک دن ہمیں بھاری قیمت چکانے پر مجبور کر دے گی۔

تین دعائیں

بنی اسرائیل کے ایک شخص کو حکم ہوا کہ تیری تین دعائیں قبول ہوں گی (لہذا مانگ کیا مانگتا ہے)۔

اس نے اپنی بیوی کے لیے دعا کی کہ وہ سب سے خوبصورت عورت بن جائے۔ اس کی بیوی بنی اسرائیل کی خوبصورت ترین عورت بن گئی مگر خوبصورتی کے غرور میں اپنے شوہر کی نافرمان ہو گئی۔ اس شخص نے تنگ آ کر اپنی دعا کے ذریعے اسے کتیا بنا دیا۔ اس کے بیٹوں نے جب ماں کی یہ حالت دیکھ کر باپ سے سفارش کی تو اس نے دعا کی: الٰہی اسے پہلے والی شکل و صورت عطا کر دے۔ یہ آخری دعا قبول ہوئی اور وہ پہلے جیسی ہو گئی۔

(تفسیر بغوی، ج2، ص180 بہ حوالہ آدابِ دعا)

اس میں ہمارے لیے سبق ہے کہ دعا سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے۔ دعا کے وقت اچھے لفظوں کا انتخاب کرنا چاہیے۔ فضول چیزوں کا سوال کرنے سے بچنا چاہیے۔

میری لڑکی کی شادی ہے

میں بہت غریب ہوں اور میری لڑکی کی شادی ہے، آپ سب مدد کیجیے.....،

سلام پھیرتے ہی کانوں میں یہ آواز آئی اور یہ پہلی بار نہیں تھا بلکہ ہفتے میں ایک دو بار یہ سننے کو ملتا ہی رہتا ہے۔

اگر میں صحیح ہوں تو آپ نے بھی مسجدوں میں ایسے لوگوں کو دیکھا ہو گا جو اپنی لڑکی کی شادی کے لیے بھیک مانگتے ہیں۔ لڑکے کو گاڑی، جہیز، نقدی دینے اور باراتیوں کو کھانا کھلانے کے لیے ایک غریب شخص آخر مانگنے کے علاوہ کر بھی کیا سکتا ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ لوگ پانچ دس روپے دے کر سمجھتے ہیں کہ مسئلہ حل ہو گیا لیکن یہ مدد کرنے کا صحیح طریقہ نہیں ہے۔

اگر آپ واقعی مدد کرنا چاہتے ہیں تو یہ نیت کر لیں کہ جب میں شادی کروں گا تو ایک روپے بھی نہیں لوں گا تا کہ میری وجہ سے کسی اور کے ساتھ ایسا نہ ہو۔

اگر آپ اسے ہزار روپے دیتے ہیں اور پھر اپنی یا اپنے بچوں کی شادی میں لڑکی والوں سے ان چیزوں کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہ مدد نہیں بلکہ ایک مذاق ہے۔

عالِم اور عشق

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ بغداد کا ایک بہت بڑا عالم اپنے طلبہ کے ساتھ حج کے سفر پر روانہ ہوا۔ دوران سفر پانی نہ ملنے کی وجہ سے سب نڈھال ہو کر ایک گرجاگھر کے سائے میں آرام کرنے لگے۔ طلبہ سائے تلے سو گئے لیکن استاد صاحب پانی کی تلاش میں نکل پڑے۔

پانی کی تلاش میں گھوم رہے تھے کہ ایک عیسائی لڑکی پر نظر پڑی جو چمکتے ہوئے سورج کی طرح خوب صورت تھی۔ اب پانی کو بھول کر استاد صاحب اسی کی فکر میں لگ گئے پھر اس لڑکی کے گھر پہنچ کر اس کے باپ سے بات کی تو اس نے کہا کہ اگر تم ہمارا دین قبول کر لو تو ہی کچھ ہو سکتا ہے۔

استاد صاحب نے نصرانیت کو قبول کر لیا؛ اِدھر طلبہ ابھی سو رہے تھے۔

پھر جب شادی کے لیے مہر کی بات آئی تو لڑکی نے کہا کہ تم ان خنزیروں کو ایک سال چراؤ تو یہی میرا مہر ہو گا۔ استاد صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن میری ایک شرط ہے کہ ایک سال تک تم اپنا چہرہ مجھ سے نہیں چھپاؤ گی۔ لڑکی بولی کہ منظور ہے۔ استاد صاحب نے خطبہ دینے والا عصا اٹھایا اور خنزیروں کو چرانے نکل پڑے!

جب طلبہ جاگے تو یہ سب جاننے کے بعد نیند کے ساتھ ان کے ہوش بھی اڑ گئے۔ پھر وہ استاد صاحب سے ملنے گئے تو دیکھا کہ وہ خنزیروں کو ادھر ادھر جانے سے روک رہے ہیں۔ طلبہ نے استاد صاحب کو قرآن پاک، اسلام اور نبی کریم ﷺ کے فضائل یاد دلائے تو اس نے کہا کہ مجھ سے دور ہو جاؤ، میں یہ سب تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ آخر کار طلبہ مایوس ہو کر سفر حج پر روانہ ہو گئے۔

حج ادا کرنے کے بعد واپسی پر جب اسی مقام پر پہنچے تو پھر استاد صاحب کی حالت دیکھنے گئے کہ شاید توبہ کر لی ہو لیکن اسے اسی حالت میں پایا۔ طلبہ نے نصیحت کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایک بار پھر وہ حسرت زدہ دل لیے واپس ہو لیے۔

جب طلبہ تھوڑی دور نکل گئے تو انھوں نے دیکھا کہ پیچھے کوئی شخص چیخ چیخ کر انھیں روک رہا ہے۔ جب وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ استاد صاحب تھے۔ استاد صاحب نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؛ یہ آزمائش تھی جس سے میں نکل گیا۔

ایک دن طلبہ استاد صاحب کے گھر پر تھے کہ ایک عورت نے دروازے پر دستک دی۔ پوچھا گیا تو کہنے لگی کہ مجھے شیخ سے ملنا ہے، شیخ سے کہو کہ فلاں راہب کی بیٹی اسلام قبول کرنے آئی ہے۔ پھر وہ اندر داخل ہوئی اور بولی:

اے میرے سردار! آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہونے آئی ہوں۔ جب آپ چلے گئے تو میں نے ایک خواب دیکھا جس میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کی زیارت ہوئی۔ انھوں نے فرمایا کہ دین محمدی کے علاوہ کوئی دین سچا نہیں پھر فرمایا کہ اللہ تعالی نے تیرے ذریعے ایک بندے کو آزمایا ہے چناں چہ اب میں آپ کے پاس آگئی ہوں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد شیخ نے ان سے نکاح کر لیا۔

(انظر: بحر الدموع اردو، ص128، ملخصًا)

اس واقعے میں کئی اسباق ہیں لیکن ایک بڑا سبق یہ ہے کہ جب کسی کو کسی سے عشق ہو جائے تو اسے پانے کے لیے حد سے آگے نہ بڑھے۔ اگر حد کے اندر رہ کر حاصل نہ کر پائے تو پھر صبر کرے اور اپنے رب سے بہتری کی امید رکھے۔

بے شک اللہ تعالی کے لیے یہ ناممکن نہیں کہ کسی کے دل کو پھیر دے۔ اگر آپ اپنی چاہت میں مخلص ہیں تو اللہ کے فضل سے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور دکھائی دے گا۔

بھولی بھالی بیوی

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنی بیوی کے پہلو میں لیٹے ہوئے تھے۔ پھر وہاں سے اٹھے اور حجرے کی طرف تشریف لے گئے جہاں ان کی باندی تھی اور اس سے مشغول ہو گئے۔

جب ان کی بیوی نے بیدار ہو کر ان کو نہ پایا تو تلاش کے لیے نکلیں اور دیکھا کہ وہ اپنی باندی کے پیٹ پر ہیں تو وہیں سے واپس ہو گئیں اور چھری لے کر باندی کے پاس گئیں! (آج یا تو باندی یا پھر میں)

حضرت عبد اللہ نے کہا کہ کیا بات ہے؟ بیوی نے کہا کہ کیا بات! سمجھ لو! میں اگر اِس وقت تم کو اسی حالت میں دیکھتی جس میں تم تھے تو اس چھری سے اس (باندی) کی خبر لیتی۔

حضرت عبد اللہ نے کہا کہ میں کہاں تھا؟ بیوی نے کہا کہ اس باندی کے پیٹ پر؛ حضرت عبد اللہ نے کہا کہ میں کہاں تھا (اور یہ اس انداز میں کہا کہ بیوی کو لگا کہ آپ انکار کر رہے ہیں)۔

بیوی نے (چیک کرنے کے لیے) کہا:

اچھا؛ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حالت جنابت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا ہے (لہذا) اگر تم سچے ہو تو قرآن پڑھ کر سناؤ۔

حضرت عبد اللہ نے (قرآن کے لہجے میں) عربی اشعار پڑھ ڈالے۔ جب بیوی نے سنا تو قرآن سمجھ کر کہا کہ میں اللہ پر ایمان لائی اور میری آنکھیں جھوٹی ہیں۔

حضرت عبد اللہ کہتے ہیں کہ جب میں نے صبح یہ ماجرا حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ اتنا مسکرائے کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

(کتاب الاذکیاء لابن جوزی)

بیویوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ شوہروں کے پیچھے پڑی رہتی ہیں اور محبت کی نگاہ سے کم، شک کی نگاہ سے زیادہ دیکھتی ہیں۔ شک کرنے کے لیے انھیں بس ایک چنگاری کی ضرورت ہے، پھر آگ لگنے میں بالکل دیر نہیں لگتی۔

بیویاں ویسے تو اپنے شک میں آکر شوہروں کی خوب جانچ پڑتال کرتی ہیں لیکن شوہر بھی کم نہیں ہوتے، وہ بھی ہمیشہ دو قدم آگے رہتے ہیں۔

چلو سب وضو کریں

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ محفل میں تشریف فرما تھے کہ کسی کی ریح (ہوا) خارج ہو گئی۔ بدبو محسوس ہونے پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص سے ریح خارج ہو گئی، اس کو چاہیے کہ اٹھ کر وضو کر آئے۔

شرم کی وجہ سے وہ شخص نہیں اٹھا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ جس شخص سے ریح خارج ہوئی، اسے اٹھ کر وضو کر لینا چاہیے؛ اللہ تعالی حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا:

یارسول اللہ! کیا ہم سب اٹھ کر وضو نہ کر لیں؟

ایک روایت کے مطابق یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی محفل میں پیش آیا۔

(کتاب الاذکیاء لابن جوزی، ص 44)

جب سب نے ایک ساتھ اٹھ کر وضو کیا تو جس کی ریح خارج ہو گئی تھی، وہ شرمندگی سے بچ گیا اور وضو بھی ہو گیا۔ اسے کہتے ہیں ایک تیر سے دو نشانے؛ اگر ہم اپنی عقل سے کام لیں تو اپنے سامنے کھڑے کئی مسئلوں کو با آسانی حل کر سکتے ہیں۔

چور کی داڑھی میں تنکا

ایک شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میرے پڑوس میں ایسے لوگ ہیں جو میری بطخ چراتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے نماز کے لیے اعلان کرایا (لوگ حاضر ہو گئے) پھر آپ نے خطبہ دیا جس کے دوران فرمایا:

تم میں ایک شخص اپنے پڑوسی کی بطخ چوری کرتا ہے اور ایسی حالت میں مسجد میں آتا ہے کہ اس کے سر پر بطخ کا پر ہوتا ہے۔

یہ سن کر چور نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا۔ یہ دیکھ کر آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ پکڑ لو اس کو، یہی چور ہے۔

(کتاب الاذکیاء لابن جوزی، ص 31)

بے شک جو شخص مجرم ہوتا ہے، اس کے اندر پکڑے جانے اور سزا کا خوف ہوتا ہے اور یہ خوف باہر بھی نظر آتا ہے۔ اگر اس کے خوف کا فائدہ اٹھانا آتا ہو تو اسے آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے۔

مال کم اولاد زیادہ

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس کے پاس مال کم ہو، اولاد زیادہ ہوں، نماز اچھی ہو اور کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے تو قیامت کے دن وہ آئے گا اور میرے ساتھ ہو گا۔

(انظر: مسند ابو یعلی اردو، جلد اول، ص555، ر986)

اب ذرا معاشرے کی طرف دیکھیں:

مال زیادہ ہے، اولاد کم ہیں، نماز بالکل اچھی نہیں ہے اور غیبت کرنا تو روزانہ کا معمول ہے۔

میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے چالیس پچاس لاکھ روپے خرچ کر کے عالی شان گھر بناتے ہیں اور رہنے والے صرف چار سے پانچ افراد ہوتے ہیں جن میں دو میاں بیوی اور دو تین بچے؛ یہ بڑی عجیب بات ہے۔

تمناؤں کی جنگ

ایک مرتبہ ولید بن عبد الملک نے بدیح سے کہا کہ آؤ تمناؤں میں مقابلہ کریں (یعنی ہم دونوں اپنی اپنی تمنا بیان کریں گے اور جس کی تمنا بڑی ہو گی وہ جیت جائے گا)۔

بدیح نے کہا کہ آپ مجھ پر ہر گز غالب نہ آسکیں گے۔ ولید نے کہا کہ میں غالب ہو کر رہوں گا اور تو جس تمنا کا اظہار کرے گا، میں اس سے دوگنی کا اظہار کروں گا۔

بدیح نے کہا: بہت اچھا، تو میری تمنا یہ ہے کہ مجھے ستر قسم کا عذاب دیا جائے اور مجھ پر اللہ ہزاروں لعنت بھیجے!

ولید نے کہا: کمبخت تیرا برا ہو، بس تو ہی غالب رہا (یعنی تو اس مقابلے میں جیت گیا)

(کتاب الاذکیاء لابن جوزی)

یہ واقعہ تو تفریح کے لیے تھا مگر ہمارے درمیان بھی تمناؤں کا مقابلہ چل رہا ہے۔ کسی نے گاڑی خریدی تو ہم اس سے مہنگی خریدیں گے،

کسی نے موبائل خریدا تو ہم آئی فون خریدیں گے،

کسی کی شادی میں گانے والا آیا تو ہم ناچنے والی کو بلالیں گے،

کسی کی شادی میں گھوڑا آیا تو ہم کچھ نیا کرنے کے لیے ڈولی منگوائیں گے،

کسی نے تقریر میں کوئی نئی روایت بیان کی تو ہم بھی جیتنے کے لیے ایک نئی روایت گھڑ کر بیان کر دیں گے لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ اس مقابلے کے چکر میں ہم کس حد تک گر چکے ہیں۔

سبھی تو باجے بجا رہے ہیں

یہ تو حقیقت ہے کہ میلاد مصطفی پر "سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں" کیوں کہ حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے سے ابلیس اور اس کے چیلوں کو ہی اعتراض ہو سکتا ہے۔

لیکن آج کل جو خوشی منانے کا طریقہ لوگوں نے اپنا رکھا ہے اسے دیکھ کر یہ کہنا بھی ٹھیک ہو گا کہ "سوائے علما کے اس جہاں میں سبھی تو باجے بجا رہے ہیں"

علما منع کر کر کے تھک چکے ہیں لیکن عوام سنتی کہاں ہے، انھیں تو بس باجا بجانا ہے تو بجانا ہے۔

جلوس محمدی اس جلوس کو کہتے ہیں جو شریعت محمدی کے مطابق ہو لیکن ہمارے جلوسوں میں تو شریعت کہیں نظر ہی نہیں آتی۔ نمازیں چھوڑ کر جلوس میں گھومنا، میوزک کی دھن پر اچھل کود کرتے ہوئے نعرے بازی کرنا، چھتوں اور دروازوں پر کھڑی عورتوں پر نظریں باندھنا اور ان سب کو میلاد کی خوشی کا نام دینا بالکل غلط ہے۔ اس سے ابلیس راضی ہو سکتا ہے، اللہ اور اس کے رسول نہیں!

خوشی منانے کا یہ طریقہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے نبی کی سیرت پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کریں اور اگر اللہ نے مال و دولت سے نوازا ہے تو دوسروں کو بھی کتاب تحفے میں پیش کریں، غریبوں کو کھانا کھلائیں، ضرورت مندوں کی مدد کریں، غریب لڑکیوں کی شادی کروا دیں؛ ان شاء اللہ حضور اکرم ﷺ ہم سے خوش ہو جائیں گے۔

ایک ہمارے بچے ہیں

مامون رشید نے اپنے ایک چھوٹے بچے کو دیکھا جس کے ہاتھ میں حساب کا رجسٹر تھا، تو پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں یہ کیا ہے؟

بچے نے جواب دیا:

ایک ایسی چیز ہے جس سے ذہانت قوی ہوتی ہے اور غفلت سے بیداری حاصل ہوتی ہے اور وحشت سے انس۔

مامون نے جواب سن کر کہا کہ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھ کو ایسے بچے عطا کیے جو اپنی عمر کے مناسب اپنے جسم کی آنکھ سے زیادہ اپنی عقل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔

(کتاب الاذکیاء لابن جوزی)

ایک ہمارے بچے ہیں جو اپنی آنکھ سے زیادہ اپنے موبائل فون کے کیمرا سے دیکھتے ہیں اور زندگی کا ایک حصہ سیلفی لینے میں ہی لگا دیتے ہیں۔

کچھ تو پڑھائی بھی صرف ڈگری کے لیے کرتے ہیں تاکہ رشتہ طے ہوتے وقت کہا جا سکے کہ "لڑکا / لڑکی میٹرک پاس ہے"۔

کیا حضور ﷺ کی وفات بارہ ربیع الاول کو ہوئی؟

میلاد النبی ﷺ پر اعتراض کرنے والے یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ چوں کہ حضور ﷺ کی وفات بارہ ربیع الاول کو ہوئی، اس لیے میلاد کی خوشی منانا صحیح نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی وفات بارہ ربیع الاول کو نہیں ہوئی اور دوسری بات یہ کہ اگر ہوتی بھی تو اس وجہ سے میلاد کی خوشی منانے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بخاری شریف کی حدیث کے مطابق حضور ﷺ کی وفات ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن ہوئی اور جس سال حجۃ الوداع تھا، اس سال یوم عرفہ جمعہ کے دن تھا یعنی ذوالحجہ کی نو تاریخ جمعہ کو تھی۔

اب ربیع الاول کو تین مہینے رہ جاتے ہیں، ذوالحجہ، محرم اور صفر؛ اب حساب لگایا جائے تو ربیع الاول کے مہینے میں پیر کا دن کسی طرح بارہ تاریخ کو نہیں آتا۔

اگر تینوں مہینے تیس دن کے تسلیم کر لیے جائیں تو پیر کا دن چھے ربیع الاول ہو گی اور اگر تینوں مہینے انتیس دن کے تسلیم کر لیے جائیں تو پیر کے دن دو ربیع الاول ہو گی اور اگر دو مہینے تیس کے اور ایک انتیس کا تسلیم کیا جائے تو پیر کے دن سات ربیع الاول ہو گی اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ دو مہینے انتیس کے اور ایک مہینہ تیس کا تھا (اور یہی صحیح ہے) تو پیر کے دن ایک ربیع الاول ہو گی۔ کسی بھی طرح حساب لگایا جائے تو پیر کا دن بارہ ربیع الاول کو نہیں اتا جس سے صاف ظاہر ہے کہ وفات بارہ تاریخ کو نہیں ہوئی۔

کئی علماے اہل سنت نے بھی تصریح کی ہے کہ تاریخ وفات یا تو ایک ربیع الاول ہے یا دو؛ حتی کہ اعتراض کرنے والوں کے علما نے بھی واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ کسی طرح حضور ﷺ کی وفات بارہ ربیع الاول کو نہیں ہوئی۔ حوالے ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

(انظر: الطبقات الکبری، ج2، ص208، 209،

دلائل النبوۃ، ج7، ص235،

مختصر تاریخ دمشق، ج2، ص387،

تہذیب الکمال، ج1، ص55،

الاشارۃ الی سیرت المصطفی، ص351،

الروض الانف مع السیرۃ النبویۃ، ج4، ص439، 440،

البدایہ والنھایہ، ج4، ص228،

فتح الباری، ج8، ص473، 474،

عمدۃ القاری، ج18، ص60،

التوشیح، ج4، ص143،

سبل الہدی والرشاد، ج12، ص305،

المرقاۃ، ج1، ص238،

انسان العیون، ج3، ص473،

سیرت رسول عربی، ص226،

اشرف علی تھانوی، نشر الطیب، ص241،

شبلی نعمانی، سیرت النبی، ج2، ص106، 107)

(ماخذ: علامہ غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، ج7، ص576 تا578)

اے مسلمانو! تم کیسے سکون سے ہو؟

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كيف القرار و كيف يهدا مسلم

والمسلمات مع العدو المعتدى

کسی مسلمان کو کیسے قرار حاصل ہو اور وہ کیوں کر پر سکون ہو سکتا ہے جب کہ مسلمان عورتیں سرکش دشمنوں کی قید میں ہیں۔

الضاربات خدودهن برنته

الداعيات نبيهن محمد

جو (یعنی وہ عورتیں) چیخ و پکار کرتے ہوئے اپنے رخسار پیٹتی ہیں اور اپنے نبی سیدنا محمد ﷺ کو پکارتی ہیں۔

القائلات اذا خشين فضيحة

جهد المقالة ليتنالم نولد

ذلت ورسوائی کے خوف سے مجبور ہو کر سخت ترین بات کہتی ہیں کہ اے کاش ہم پیدا ہی نہ ہوئی ہوتیں!

ما تستطيع وما لها من حيلة

الا التستر من اخيها باليد

نہ تو وہ کوئی طاقت رکھتی ہیں اور نہ تو کوئی حیلہ کر سکتی ہیں سوائے اس بات کے کہ ہاتھ کے ساتھ اپنے بھائی سے پردہ کر لیں۔

ايها الناسک الذی لبس الصوف

واضحی يعدفی العباد

اے نرم لباس پہن کر عبادت گزاروں میں شامل ہونے والے صوفی

الزم الثغر والتعبد فيه

ليس بغداد مسكن الزهاد

سرحد کو لازم پکڑ اور وہیں عبادت میں مشغول ہو جا کیوں کہ بغداد تو زاہدوں کا ٹھکانہ نہیں ہے۔

ان البغداد للملوک محل

و مناخ للقاری الصياد

بے شک بغداد تو بادشاہوں کا محل و مسکن ہے اور شکاری علما کی شکار گاہ ہے۔

(اسلام کا تصور جہاد)

آج جب کہ مسلمانوں پر ظلم کیا جارہا ہے، ایسے میں ہمیں کس طرح سکون حاصل ہو سکتا ہے۔
ہمیں مظلوموں کے درد کو محسوس کرنا ہو گا اور ظالموں سے جنگ کی تیاری کرنی ہو گی ورنہ وہ دن دور نہیں جب ہم بھی اسی ظلم کے شکار ہوں گے جس کے آج ہمارے بھائی اور بہنیں ہیں۔

لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

نبوت کے تیرہویں سال جب کئی انصار حضور اکرم ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت کے لیے تیار ہوئے تو عباس بن عبادہ انصاری نے ان سے کہا:

تمھیں یہ بھی خبر ہے کہ تم محمد ﷺ سے کس چیز پر بیعت کر رہے ہو، یہ عرب و عجم سے جنگ پر بیعت ہے! (یعنی تم مسلمان تو ہو رہے ہو لیکن جان لو کہ اب تمھیں عرب و عجم سے جنگ کرنی ہو گی لہذا) اگر تمھارا خیال ہے کہ تمھارے مال تاراج ہوں (یعنی لٹ جائیں) اور تمھارے اشراف (یعنی بڑے لوگ) قتل ہوں پھر تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے تو ابھی سے چھوڑ دو اور اگر ایسی مصیبت پر بھی ساتھ دے سکو تو بیعت کر لو۔

سب نے کہا: ہم اسی بات پر بیعت کرتے ہیں۔

(علامہ نور بخش توکلی، سیرت رسول عربی، ص100)

مسلمان ہونے کا مطلب، میدان جنگ میں قدم رکھنا ہے۔ اسلام اس کا نام نہیں کہ ایک طرف ایمان کا دعویٰ کیا جائے اور دوسری طرف کفر سے یاری کی جائے۔ کفر و کافر دونوں ہمارے دشمن ہیں۔ موت ہمارے لیے شہادت ہے تو پھر خوف کیسا؟ جب ہم حق پر ہیں تو پھر ڈرنا کیسا؟ ہمیں بس جنگ شروع کرنی ہے پھر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

وہ پھر بھی لڑے

لشکر اسلام خیبر کی طرف بڑھ رہا ہے، راستے میں حضور ﷺ نے کھانا طلب فرمایا تو صرف سَتو پیش کیے گئے؛ اسے پانی میں گھول کر کھایا گیا۔ ایسی حالت تھی مگر وہ پھر بھی لڑے.....،

جنگ احد جب شہیدوں کو دفن کرنے کی باری آئی تو کپڑے کی قلت کا یہ عالم تھا کہ عموماً دو دو تین تین کو ملا کر ایک ہی کپڑے میں دفن کیا گیا۔ ایسے حالات ہیں مگر وہ پھر بھی لڑے.....،

حضرت امیر حمزہ کو جب دفن کیا گیا تو چادر اتنی چھوٹی تھی کہ منھ ڈھانپنے پر قدم کھل جاتے اور قدموں کو ڈھانپنے پر منھ کھل جاتا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ منھ کو ڈھانپ دو اور قدموں پر پتے ڈال دو؛ ایسے حالات ہیں مگر وہ پھر بھی لڑے.....،

ایک صحابی لنگڑے تھے، ان سے کہا گیا کہ آپ جنگ کے لیے نہ جائیں لیکن انھوں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ میں اسی طرح جنت میں ٹہلا کروں گا اور جنگ احد میں شہید ہو گئے؛ ذرا سوچیں کہ وہ لنگڑے ہیں مگر وہ پھر بھی لڑے.....،

حضرت حنظلہ انصاری کا جس رات نکاح ہوا اس کی صبح جنگ کا اعلان ہو گیا۔ آپ نے غسل کے لیے سر دھویا ہی تھا کہ اعلان سن کر بغیر غسل کیے جنگ میں شریک ہو گئے۔ غور کریں کہ شادی کو ایک دن بھی نہیں ہوا مگر وہ پھر بھی لڑے.....،

(انظر: کتب سیرت)

آج ہمارے پاس کچھ نہیں، کم سے کم دفن کرنے کا انتظام تو ہے لیکن دین کے نام پر لڑنے کو تیار نہیں۔

ہر شخص چاہتا ہے کہ بس امن کی بات ہو لیکن جان لینا چاہیے کہ وہ امن کی زبان نہیں سمجھتے، انھیں تو بس ایک ہی زبان سمجھ آتی ہے اور وہ ہے تلوار کی زبان۔

تمھارے پاس تمھارا نبی ہے

جنگ حنین کے بعد جو مال غنیمت حاصل ہوا، اسے حضور ﷺ نے طلقا (جنھیں فتح مکہ کے دن حضور نے معاف کیا تھا) اور مہاجرین میں تقسیم فرمادیا اور انصار کو کچھ نہ دیا۔

اس پر انحصار کو رنج ہوا اور بعض جوان کہنے لگے:

"خدا رسول اللہ ﷺ کو معاف کر دے، وہ قریش کو عطا فرماتے ہیں اور ہم کو محروم رکھتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے قریش کے خون کے قطرے ٹپکتے ہیں اور بعض بولے "جب مشکل پیش آتی ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور غنیمت اوروں کو دی جاتی ہے۔"

حضور ﷺ نے یہ چرچا سنا تو انصار کو طلب فرمایا۔ ایک چمڑے کا خیمہ نصب کیا گیا جس میں آپ نے انصار کے سوا کسی اور کو نہ رہنے دیا۔

جب انصار جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے

پوچھا کہ وہ کیا بات ہے جو تمھاری نسبت میرے کان میں پہنچی ہے؟

انصار جھوٹ نہ بولا کرتے تھے کہنے لگے کہ سچ ہے جو آپ ﷺ نے سنا مگر ہم میں سے کسی دانا نے ایسا نہیں کہا بلکہ نوخیز جوانوں نے ایسا کہا تھا۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے یوں خطاب فرمایا:

اے گروہ انصار کیا یہ سچ نہیں کہ تم گمراہ تھے، خدا نے میرے ذریعے سے تم کو ہدایت دی اور تم منتشر تھے، خدا نے

میرے ذریعے سے تم کو جمع کر دیا اور تم مفلس تھے، خدا نے میرے ذریعے سے تم کو دولت مند کر دیا۔

آپ ﷺ فرماتے جاتے تھے اور انصار ہر فقرے پر کہتے جاتے تھے کہ خدا اور رسول کا احسان اس سے بڑھ کر ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جواب کیوں نہیں دیتے۔ انصار نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہم کیا جواب دیں خدا اور رسول کا احسان اور فضل ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: بخدا! اگر تم چاہو تو یہ جواب دو میں ساتھ ساتھ ساتھ تمھاری تصدیق کرتا جاؤں گا۔

آپ ہمارے پاس اس حال میں آئے کہ لوگوں نے آپ کی تکذیب کی تھی، ہم نے آپ کی تصدیق کی،

لوگوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا، ہم نے آپ کی مدد (خدمت) کی،

لوگوں نے آپ کو نکال دیا تھا ہم نے آپ کو پناہ دی،

آپ مفلس تھے ہم نے جان و مال سے آپ کی ہمدردی کی۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تالیف قلوب (یعنی لوگوں کے دلوں کو مائل کرنے) کے لیے اہل مکہ کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

اے انصار کیا تمھیں یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں (مال غنیمت) لے کر جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر گھر جاؤ۔

اللہ کی قسم جو کچھ تم لے جا رہے ہو وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے جا رہے ہیں۔ اگر لوگ کسی وادی یا درہ میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا درہ میں چلوں گا۔

یہ سن کر انصار پکار اٹھے: یا رسول اللہ ہم راضی ہیں اور ان پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے ڈاڑھیاں تر ہو گئیں۔

(علامہ نور بخش توکلی، سیرت رسول عربی، ص236)

تھوڑا سا مال غنیمت کیا ہے، اگر ایک طرف پوری دنیا اور اس کی دولت موجود ہو اور دوسری طرف حضور ﷺ ہوں تو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہو گی کہ ہمیں کدھر جانا ہے۔

درس بخاری بدعت

ہمارے شہر میں ایک جگہ دیوبندیوں کا اجتماع ہوا جس میں خطاب کرتے ہوئے ایک دیوبندی مفتی نے کہا کہ عید میلاد النبی پر جشن منانا بدعت ہے کیوں کہ دین میں کوئی بھی نیا کام دین سمجھ کر کرنا بدعت ہے!

پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے اس نے کہا کہ نیا کام وہی بدعت ہے جسے دین سمجھ کر کیا جائے اور جو کام دین سمجھ کر نہ کیا جائے اس پر نہ ثواب ہے نہ عتاب اور ایسا کام کرنے سے کوئی فائدہ نہیں لہذا ایسے کاموں سے بچنا چاہیے

اب ان سے پوچھا جائے کہ "درس بخاری" بدعت ہے یا نہیں؟ اگر جواب میں یہ کہیں کہ ہم اسے دین سمجھ کر نہیں کرتے تو بقول ان کے اس میں کوئی ثواب نہیں یعنی "درس بخاری بنا ثواب کے" اور جب کوئی ثواب ہی نہیں تو پھر اس میں وقت لگا کر کیا فائدہ؟

اور اگر جواب یہ ہو کہ یہ بدعت نہیں بلکہ ایک اچھا کام ہے جس میں لوگوں کو حضور ﷺ کی حدیثیں بتائی اور سمجھائی جاتی ہیں تو ہم کہیں گے کہ میلاد میں بھی تو حضور ﷺ کی سیرت اور ان سے نسبت رکھنے والوں کا ذکرِ خیر ہوتا ہے، یہاں دہرا رویہ کیوں؟

میلاد کے نام پر اگر کوئی ڈھول تاشے بجا کر ناچتا ہے تو یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے، ہم اس کے ہرگز قائل نہیں

ہمارے نزدیک میلاد منانا نہ فرض ہے، نہ واجب بلکہ مستحب ہے جسے نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہوتا لیکن جو اسے بدعت کہے وہ ضرور اس شعر کا مصداق ہے کہ

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم میں سے کوئی بہرا نہ تھا

حافظ ابن حجر (متوفی 852 ہجری) فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی حیات شریف میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم میں سے کوئی بہرا نہ تھا اور یہ آپ ﷺ کی کرامات میں سے ہے کیوں کہ آپ ﷺ ان کے لیے احکام الٰہی کے مبلغ تھے اور بہرا پن اس کام کے سہولت کے ساتھ ہونے سے مانع ہوتا ہے بر کس نابینائی کے کہ وہ مانع نہیں ہوتی۔

(نسیم الریاض، ج 1، ص 397 بہ حوالہ سیرت رسول عربی، ص 260)

آپ بھی ہیں عبد مصطفی

آپ عبد مصطفی آفیشل سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ نام "عبد مصطفی" کسی ایک شخص کا نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان عبد مصطفی ہے۔ آپ بھی عبد مصطفی ہیں۔

اگر کوئی خود کو عبد مصطفی (مصطفی ﷺ کا غلام) نہیں سمجھتا تو وہ ایمان کی مٹھاس نہیں پا سکتا۔

امام اہل سنت، امام احمد رضا رحمہ اللہ اپنے آپ کو عبد مصطفی لکھا کرتے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہم بھی عبد مصطفی ہیں۔

ہم تو ہیں عبد مصطفی، تو کیا آپ بھی ہیں عبد مصطفی؟

کہیے کہ ہاں ہم بھی ہیں عبد مصطفی اور

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو تو ہے عَبدِ مصطفٰی

تیرے لیے اَمان ہے تیرے لیے اَمان ہے

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض

ہم ہیں عبدِ مُصطَفیٰ پھر تجھ کو کیا

ایک روایت انیک نصیحت

امام جلال الدین سیوطی شافعی لکھتے ہیں:

حضرت سیدنا ابو العباس مستغفیری بیان کرتے ہیں کہ میں طلب علم کے لیے مصر گیا، وہاں پر میں نے حدیث کے بہت بڑے عالم حضرت سیدنا ابو حامد مصری سے حدیث خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ سنانے کی درخواست کی تو انھوں نے مجھے ایک سال کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔

ان کے اس حکم پر عمل کرنے کے بعد دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو انھوں نے اپنی سند سے حدیث خالد بیان فرمائی:

روایت ہے کہ ایک اعرابی (عرب شریف کے دیہاتی) نے بارگاہ رسالت مآب میں حاضری دی اور عرض کی: دنیا و آخرت کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں تو رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پوچھو۔

آنے والے نے عرض کی: سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔

مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ سے ڈرو، سب سے بڑے عالم بن جاؤ گے۔

عرض کی: میں سب سے غنی بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: قناعت اختیار کرو غنی ہو جاؤ گے۔

عرض کی: لوگوں میں سب سے بہتر بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جس سے دوسروں کو نفع پہنچے، لوگوں کے لیے نفع بخش بن جاؤ۔

عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ عدل کرنے والا بن جاؤں۔

ارشاد فرمایا: جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرو، سب سے زیادہ عادل بن جاؤ گے۔

عرض کی: اللہ کے خاص بندوں میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: ذکر اللہ کی کثرت کرو، اللہ تعالی کے خاص بندے بن جاؤ گے

عرض کی: اچھا اور نیک بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوں کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم نہیں دیکھ رہے تو وہ تمھیں دیکھ ہی رہا ہے۔

عرض کی: میں کامل ایمان والا بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: اپنے اخلاق اچھے کر لو، کامل ایمان والے بن جاؤ گے۔

عرض کی: اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرائض کا اہتمام کرو، فرمانبردار بن جاؤ گے۔

عرض کی: گناہوں سے پاک ہو کر اللہ سے ملنا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: غسل جنابت اچھی طرح کیا کرو، جب اللہ سے ملو گے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہو گا۔

عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ روز قیامت میرا حشر نور میں ہو۔

ارشاد فرمایا: کسی پر ظلم مت کرو۔

عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے۔

ارشاد فرمایا: اپنی جان پر اور مخلوق خدا پر رحم کرو۔

عرض کی: گناہوں میں کمی چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: استغفار کرو۔

عرض کی: زیادہ عزت والا بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: لوگوں کے سامنے اللہ کے بارے میں شکوک و شکایت مت کرو۔

عرض کی: رزق میں کشادگی چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: ہمیشہ باوضو رہو۔

عرض کی: اللہ و رسول کا محبوب بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: اللہ و رسول کی محبوب چیزوں کو محبوب اور ناپسندیدہ چیزوں کو ناپسند رکھو۔

عرض کی: اللہ کی ناراضی سے امن کا طلبگار ہوں۔

ارشاد فرمایا: کسی پر غصہ مت کرو۔

عرض کی: دعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: حرام سے بچو تمھاری دعائیں قبول ہوں گی۔

عرض کی: چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے لوگوں کے سامنے رسوا نہ فرمائے۔

ارشاد فرمایا: اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔

عرض کی: چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری پردہ پوشی فرمائے۔

ارشاد فرمایا: اپنے مسلمان بھائیوں کے عیب چھپاؤ

عرض کی: کون سی چیز میرے گناہوں کو مٹا سکتی ہے؟

ارشاد فرمایا: آنسو، عاجزی اور بیماری۔

عرض کی: کون سی نیکی اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے افضل ہے؟

ارشاد فرمایا: اچھے اخلاق، تواضع، مصائب پر صبر اور تقدیر پر راضی رہنا۔

عرض کی: سب سے بڑی برائی کیا ہے؟ کون سی برائی اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بڑی ہے؟

ارشاد فرمایا: برے اخلاق اور بخل۔

عرض کی اللہ تعالی کے غضب کو کیا چیز ٹھنڈا کرتی ہے؟

ارشاد فرمایا: چپکے چپکے صدقہ کرنا اور صلہ رحمی۔

عرض کی: کون سی چیز دوزخ کی آگ کو بجھاتی ہے؟

ارشاد فرمایا: روزہ

(جامع الاحادیث، ج19، ص405، ح14922 بہ حوالہ اعرابی کے سوالات اور عربی آقا کے جوابات)

اس حدیث کے راوی حضرت سیدنا ابو العباس مستغفری کا شوق علم دیکھیے کہ ایک حدیث سننے کے لیے ایک سال کے روزے رکھنے پر تیار ہو گئے۔

اس میں ان لوگوں کے لیے درس ہے جو فی زمانہ آسان مواقع میسر ہونے کے باوجود علم دین سیکھنے سے جی چراتے ہیں۔

اس ایک روایت میں نصیحت کے کئی موتی موجود ہیں جن میں سے ہر ایک میں دنیا اور آخرت کی بھلائیاں سمائی ہوئی ہیں۔

علم کی چابی

امیر المؤمنین، حضرت مولائے کائنات، علی المرتضی، شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے: علم خزانہ ہے اور سوال اس کی چابی ہے، اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے سوال کیا کرو کیونکہ اس یعنی سوال کرنے کی صورت میں چار افراد کو ثواب دیا جاتا ہے۔ سوال کرنے والے کو، جواب دینے والے کو، سننے والے اور ان سے محبت کرنے والے کو۔

(فردوس الاخبار، ح 4011)

سوال کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ فضول کے سوالات سے خود کو اور دوسروں کو پریشان کریں بلکہ وہی سوال کریں جس کا جواب آپ کے لیے جاننا ضروری ہو

دین میں داڑھی ہے، داڑھی میں دین نہیں

کہتے ہیں کہ جب کسی کا بھلا نہ کر سکو تو برا بھی نہ کرو۔ اگر آپ کسی کو نیکیوں کی دعوت نہیں دے سکتے تو کم سے کم ایسی باتیں کر کے نیکیوں سے دور بھی نہ کریں کہ دین میں داڑھی ہے، داڑھی میں دین نہیں۔

پھر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ دین میں نماز ہے، نماز میں دین نہیں،

دین میں روزہ ہے، روزے میں دین نہیں،

دین میں حلال و حرام ہیں، حلال و حرام میں دین نہیں..... پھر دین میں بچے گا کیا؟

یہ تو پھر نام کا دین بچ جائے گا جس میں ہر شخص یہی کہ کر عمل سے جان چھڑائے گا کہ دین میں عمل ہے، عمل میں دین نہیں۔

ایک تو ایسے ہی داڑھی والوں کی زیارت بہت کم ہوتی ہے اوپر سے ایسی باتیں کرنا داڑھی منڈانے والوں کا ساتھ دینے کے برابر ہے۔

یہ باتیں جس نے بھی کی ہیں وہ شاید لوگوں کو "دین میں" موجود چیزوں سے دور کر کے لوگوں کو "دین سے" دور کرنا چاہتا ہے اور پھر کسی "نئے دین" کی طرف لے جانا چاہتا ہے جس میں سب جائز ہو۔

دین سکھانے والے آپ کو اس دور میں بہت ملیں گے؛ جسے خود کچھ نہیں پتا وہ بھی دین سکھانے کی کوشش کر رہا ہے لہذا ہوشیار رہیں اور سمجھ بوجھ لیں کہ آپ دین کس سے سیکھ رہے ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ دین کے نام پر آپ کو کچھ اور سیکھا رہا ہے۔

انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

سَنَہ 6 ہجری میں رسول اکرم ﷺ عمرہ کا ارادہ کر کے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے میدان میں اترے۔ آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے حدیبیہ کا کنواں خشک ہو گیا اور حاضرین پانی کے ایک ایک قطرہ کے لیے
محتاج ہو گئے۔ اس وقت رحمت عالم ﷺ کے دریائے رحمت جوش میں آ گیا اور آپ نے ایک بڑے پیالے میں اپنا دست مبارک رکھ دیا تو آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے اس طرح پانی کی نہریں جاری ہو گئیں کہ پندرہ سو کا لشکر سیر اب ہو گیا۔ لوگوں نے وضو و غسل بھی کیا، جانوروں کو بھی پلایا، تمام مشکوں اور برتنوں کو بھی بھر لیا پھر آپ ﷺ نے پیالہ میں سے دست مبارک کو اٹھالیا اور پانی ختم ہو گیا۔
حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت تم لوگ کتنے آدمی تھے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ ہم لوگ پندرہ سو کی تعداد میں تھے مگر پانی اس کی قدر زیادہ تھا کہ اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تو سب کو یہ پانی کافی ہو جاتا۔
یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ حضرت انس و حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ کی روایتوں سے بھی انگلیوں سے پانی کی نہریں جاری ہونے کی حدیثیں مروی ہیں ملاحظ فرمائیں،: بخاری جلد 1، ص505، علامات النبوۃ
علامہ ابن عربی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا صرف آپ ﷺ کی خصوصیت ہے اور کسی کے لیے یہ ثابت نہیں
(القبس فی شرح موطا مالک بن انس بہ حوالہ نعم الباری، ج6، ص636)
سبحان اللہ! اسی حسین منظر کی تصویر کشی کرتے ہوئے اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کیا خوب فرمایا:

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

منگول، رافضی اور خلافت عباسیہ

کہا جاتا ہے کہ تاتاریوں (منگولوں) کے فتنے سے بڑھ کر دنیا میں کوئی فتنہ وقوع میں نہیں آیا۔ ان ظالموں نے جب بغداد پر حملہ کیا تو تقریباً اٹھارہ لاکھ لوگوں کو قتل کر دیا! اس کی مختصر کیفیت یہ تھی کہ جب چنگیز خان کے پوتے ہلاکو نے بغداد پر لشکر کشی کی تو اس وقت بغداد میں خاندان عباسیہ کا آخری خلیفہ معتصم باللہ مسند خلافت پر متمکن تھا۔

خلیفہ معتصم باللہ کا وزیر رافضی تھا جس کے دل میں اسلام اور اہل اسلام (اہل سنت) کے لیے بغض تھا۔ اس رافضی وزیر نے پوشیدہ طور پر منگولوں سے ہاتھ ملایا اور خط کے ذریعے بغداد پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ ہلاکو خان کے دربار میں بھی ایک رافضی تھا جس نے اس رافضی وزیر کا ساتھ دیا۔

جب ہلاکو بغداد پر چڑھائی کے لیے آیا تو اس رافضی وزیر نے صلح کا مشورہ دیا اور کہا کہ میں صلح کی شرائط ٹھہرانے جاتا ہوں۔ وہ گیا اور واپس آکر خلیفہ سے کہا کہ اے امیر المومنین! ہلاکو خان کی دلی خواہش ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی آپ کے بیٹے سے کرے اور آپ اس کی اطاعت تسلیم کریں تو وہ لشکر لے کر واپس چلا جائے گا اور مسلمان خون ریزی سے بچ جائیں گے۔

خلیفہ امن کے لیے نکلا اور وہاں پہنچا تو ایک خیمے میں اتارا گیا۔ وزیر نے شہر میں آکر علما و فقہا سے کہا کہ آپ بھی خلیفہ کے بیٹے کی شادی میں شرکت فرمائیں، چناں چہ وہ بغداد سے نکلے اور قتل کر دیے گئے۔ شادی کے بہانے ایک کے بعد دوسرے گروہ کو بلایا جاتا اور قتل کر دیا جاتا۔ معزز لوگوں کو قتل کرنے کے بعد خلیفہ کو قتل کیا پھر بغداد شہر پر چڑھائی کر دی اور لاکھوں لوگوں کا خون بہایا۔ تیس دن تک قتل کا سلسلہ جاری رہا! پھر مسجدوں میں شراب بہائی گئی اور اذان پر پابندی لگا دی گئی۔

(ملخصاً: علامہ نور بخش توکلی، سیرت رسول عربی)

یہ کوئی کہانی نہیں بلکہ تاریخ کی ایک جھلک ہے جس میں ہمارے لیے کئی اسباق موجود ہیں۔

OUR OTHER PAMPHLETS

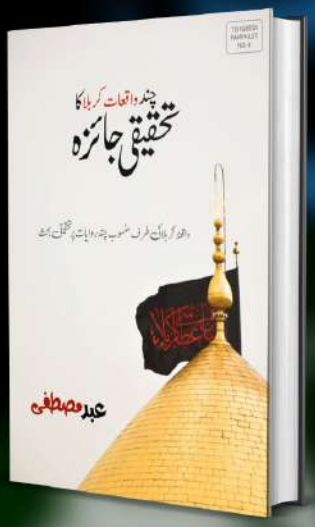

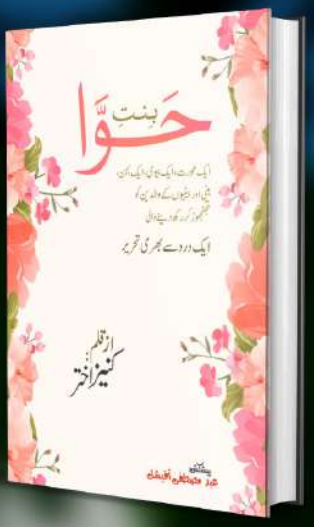

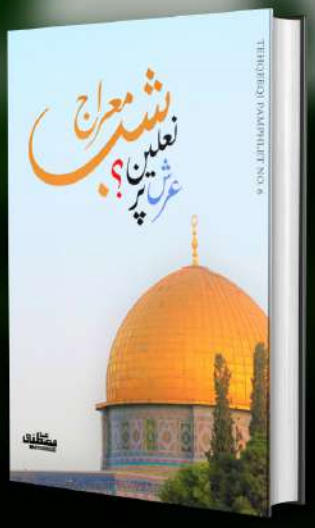

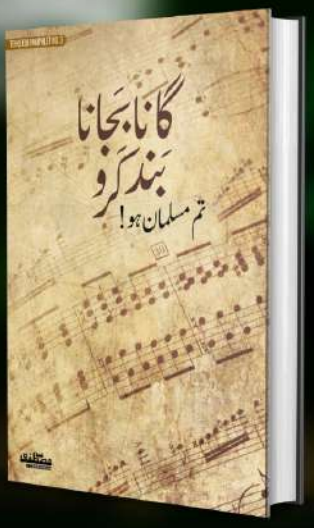

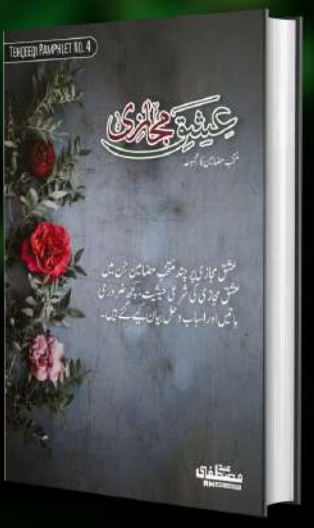

AMO

ABDE MUSTAFA OFFICIAL